پروفیسر امتیاز احمد سعید

# اسلام اور لباس

لباس انسانی فطرت کا اہم مطالبہ اور انسان کی جبلّی ضرورتوں میں سے ہے۔ قدرت نے انسان کے جسم پر دیگر حیوانات کی طرح کوئی پوشش پیدائشی طور پر نہیں رکھی جو اس کی ستر پوشی کرے اور اس کے جسم کی حفاظت کا باعث ہو بلکہ قدرت نے شرم و حیا کا مادہ انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے اور اسے عقل دی ہے تاکہ وہ اپنے لیے لباس فراہم کرکے جسم کی حفاظت، ستر پوشی اور زینت کا اہتمام کرے۔

اسلام انسانی فطرت کے اس مطالبے کو تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا ط وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ ط ذٰلِکَ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ۝

اے بنی آدم! ہم نے تم پر ایسا لباس نازل کیا ہے جو تمھاری ستر پوشی کرتا ہے اور زیبائش بھی ہے اور پرہیزگاری کا یہ لباس سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ لوگ سمجھیں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ لباس کا فطرت نے انسان پر الہام کیا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم اور حوا کو جب روئے زمین پر اتارا گیا تو انھوں نے جس چیز کی سب سے زیادہ احتیاج ظاہر کی وہ لباس ہی تھا۔ انھوں نے اس ضرورت کے تحت اپنے جسم کو پتوں سے ڈھانپا اور پھر آدمؑ نے کپڑا بنانا سیکھا۔ اس طرح لباس معرضِ وجود میں آیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کس وضع کا لباس جائز قرار دیتا ہے اور کس طرح کے لباس کی تائید و تاکید کرتا ہے؟ دراصل اسلام میں کسی خاص طرز کے لباس کا حکم نہیں ہے بلکہ اسلام جو دین فطرت ہے، زندگی کے دیگر احکام کی طرح اس بارے میں بھی چند بنیادی باتوں کی تاکید کرتا ہے تاکہ اس کے پیروکار اپنے اپنے خطوں اور علاقوں میں

مخصوص آب و ہوا، موسمی ضروریات اور قومی تقاضوں کے مطابق لباس کی کوئی بھی صورت اختیار کر لیں بشرطیکہ ان بنیادی اصولوں سے انحراف نہ ہوتا ہو۔

لباس کے بارے میں اسلام کے بنیادی اصول دو طرح کے ہیں۔ اثباتی اور سلبی، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

## ۱۔ اثباتی پابندیاں

یعنی جن باتوں کو مثبت طور پر اپنانے کی اسلام تاکید کرتا ہے۔

۱۔ ستر پوشی: ستر سے مراد جسم کا وہ حصہ ہے جسے شریعت نے پوشیدہ رکھنے کا تقاضا کیا ہے۔ مرد کے ستر کی حدود ناف سے گھٹنے تک ہیں اور عورت کا سارا جسم سوائے چہرے اور ہاتھ پاؤں کے ستر میں شامل ہے۔ ستر کا نہ تو عریاں رکھنا جائز ہے اور نہ دوسرے کو ستر دیکھنا ہی جائز ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو نہ دیکھے"۔

ستر پوشی کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی ایسا لباس نہ پہنا جائے جس سے ستر عریاں ہوتا ہو یعنی لباس اتنے باریک کپڑے سے تیار نہ کیا گیا ہو جو نیم عریانی کا باعث ہو۔ نیز اتنا چست بھی نہ ہونا چاہیے کہ جسم کے مختلف حصوں کی بناوٹ نمایاں ہوتی ہو یا چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے وغیرہ سے اعضا کی بناوٹ ظاہر ہوتی ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ عورتیں جو کپڑوں میں بھی عریاں ہیں غیر مردوں کی طرف مائل ہیں اور انھیں دعوتِ میلان دیتی ہیں، وہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو ہی پائیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچسو برس کی مسافت سے آگے آئے گی"۔ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس امر کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ نیم پوشاکی عورت کی جنسیت کو اور نمایاں کر دیتی ہے اور اس سے پوشش کا حق ادا نہیں ہوتا۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند قبطی کپڑے لائے گئے۔ آپؐ نے ان میں سے ایک کپڑا ایک صحابی کو دیا اور فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر لو۔ ایک کی قمیص بنوا لو اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دینا وہ اوڑھنی بنا لے گی۔

جب وہ صحابی چلے تو آپؐ نے فرمایا کہ "اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا لگا لے تاکہ بدن نہ جھلکے۔" اسی طرح ایک مرتبہ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ باریک کپڑے پہن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپؐ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا: "اے اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے سوائے منہ اور ہتھیلیوں کے۔"

۲۔ حفاظتِ جسم: اسلامی لباس کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ جسم کی حفاظت کا موجب ہو یعنی گرمی سردی اور دیگر موسمی اثرات سے محفوظ رکھے اور بوقتِ جنگ دشمن سے حفاظت کرتا ہو۔ اسی لیے لباس موسمی اور دیگر ضروریات کے مطابق ہونا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جوتا پہننے والا گھوڑے پر سوار کی مانند ہوتا ہے۔" مراد یہ ہے کہ آرام میں رہتا ہے اور بہت سی ایذاؤں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

۳۔ زینت: اسلامی لباس کی دوسری خصوصیت ریش یعنی زیب و زینت اور آرائش ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ۔

ہر نماز کے وقت زینت سے رہو۔

نماز کا حکم دن میں پانچ مرتبہ ہے۔ اس لیے سارا دن ہی زینت سے رہنا ضروری ہو جاتا ہے۔ زینت کا مطلب زرق برق ہونا نہیں بلکہ زینت یہ ہے کہ لباس صاف ستھرا، خوشنما اور پہننے والے کے شایانِ شان ہو۔ چنانچہ ایک طرف وہ لباس جس سے انسان کی بے رعبی ہو اور اس کی تذلیل ہوتی ہو، زینت کے شرعی مفہوم کے منافی ہے تو دوسری طرف ایسا لباس جس سے تن آسانی ہو اور غرور و تکبر کی جھلک نظر آئے ممنوع ہے۔

درحقیقت خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اس کی نعمتوں کی علامات اس کے بندوں سے ظاہر ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص پھٹے پرانے لباس میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے اس سے پوچھا "کیا تمہارے پاس مال ہے؟" اس نے جواب دیا "ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ گھوڑے، بکریاں اور غلام دیئے ہیں۔" آپؐ نے فرمایا۔

"جب اللہ نے تجھے مال دیا ہے تو اس کے اثرات تجھ پر نظر آنے چاہئیں۔" مراد یہ ہے کہ لباس حسب حیثیت پہننا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تم اپنے بھائیوں کے پاس جاتے ہو تو اپنا سامان سفر اور پوشاک درست کر لو تاکہ تم معزز نظر آؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو فحش و تفحش یعنی بد ذوقی ناپسند ہے۔"

حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ بدزیبی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "سوائے ناچاری کے دونوں جوتے پہنو یا دونوں اتار دو۔"

۴۔ صفائی و پاکیزگی: لباس کی صفائی و پاکیزگی کا قرآن پاک میں یوں حکم دیا گیا ہے:

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر)

اور اپنے کپڑوں کو خوب پاک و صاف رکھو اور نجاست سے الگ رہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے۔ طہارت یعنی ظاہری صفائی اور باطنی پاکیزگی لباس کے معاملہ میں اشد ضروری ہے۔ لباس کی پاکیزگی کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے بغیر اسلام کا نماز جیسا اہم رکن بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے کہ "سفید کپڑے پہنو کہ وہ زیادہ پاک اور ستھرے ہیں۔" ایک دوسری حدیث میں فرمایا: "سب میں اچھے کپڑے جنھیں پہن کر تم خدا کی عبادت، قبروں اور مسجدوں میں کرو سفید کپڑے ہیں۔"

لباس کے علاوہ بدن کی صفائی اور پاکیزگی بھی ضروری ہے۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پراگندہ سر دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے تو فرمایا کیا اس کو ایسی چیز نہیں ملتی جس سے کپڑے دھولے۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ کے لیے سیاہ چادر تیار کی گئی۔ آپؐ نے اس کو استعمال کیا، جب پسینہ آیا تو اس کو اتار دیا۔

اسلام میں صفائی و پاکیزگی کی اہمیت اس بات سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم جس کا پہننا مردوں کے لیے حرام ہے پہننے کی حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو محض اس لیے اجازت مرحمت فرمائی کہ انھوں نے جوؤں کی شکایت کی۔ آپؐ نے پاکیزگی کے پیش نظر ہی درندے کی کھال بچھانے سے بھی منع فرمایا ہے۔

۵-سادگی: لباس میں تکلف اور بے جا آرائش مردوں کے شایانِ شان نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوشاک میں تکلف نہیں فرماتے تھے۔ آپؐ کا عام لباس قمیص، تہمد اور چادر ہوتا تھا۔ وفات کے وقت آپ کا لباس فقط ایک پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک موٹا تہمد تھا۔ روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پیوند لگی ہوئی کملی اور موٹا تہمد نکالا اور کہا کہ حضورؐ کی وفات انہی میں ہوئی تھی۔ جوتے سیدھے سادے آج کل کے چپل کی طرح ہوتے تھے۔ گدا چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

سادگی کی یہی کیفیت امہات المومنینؓ کی زندگیوں پر بھی چھائی ہوئی تھی اور عامۃ المسلمین بھی اسی رنگ میں نظر آتے تھے۔ اصحاب صفہؓ کا لباس ایک ہی بڑا کپڑا تھا جسے گردن میں باندھ کر بدن سے لپیٹ لیتے تھے۔ کبھی آدھی پنڈلی اور کبھی ٹخنوں تک لٹک رہا ہوتا اور اسے ہاتھ سے سنبھالتے رہتے تھے تاکہ ستر نہ کھلے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ "کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک پیوند نہ لگا لو"۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا: "رَدّی ہونا ایمان سے ہے"۔ مراد یہ ہے کہ کپڑے کو اس حد تک استعمال کیا جائے کہ بالکل ناکارہ ہو جائے۔

## ب- سلبی پابندیاں

یعنی جن باتوں سے اجتناب کی اسلام تاکید کرتا ہے۔

۱-اسراف: اسراف یعنی فضول خرچی کو اسلام نے زندگی کے ہر پہلو میں ناپسند کیا ہے، اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو قرآن پاک نے "اخوان الشیاطین" قرار دیا ہے۔ چنانچہ لباس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراف کی ممانعت فرمائی ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ "جو چاہے کھا اور جو چاہے پہن، جب تک دو باتیں نہ ہوں، ایک اسراف اور دوسرے تکبر"۔

اسلام کے نقطۂ نظر سے لباس فقط ضرورت بھر ہونا چاہیے اور جہاں تک ممکن ہو فالتو لباس سے احتراز کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ اسراف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جس نے مقدرت کے باوجود محض تواضع کے خیال سے کوئی فالتو لباس چھوڑا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے سب لوگوں کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ ایمان کا جو لباس چاہے انتخاب کر لے"۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ "ایک بچھونا مرد کے لیے، دوسرا اس کی

زوجہ کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کے لیے مراد یہ ہے کہ افراد خانہ اور مہمانوں کے لیے بچھونے رکھنا جائز ہے اور اس سے زیادہ رکھنا مناسب نہیں۔

۲۔ شہرت و تکبر: غرور و تکبر اور تکلف و تصنع سے بھی اسلام سختی سے روکتا ہے اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس میں اس کی خصوصیت سے ممانعت فرمائی ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ "کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور پہنو، جب تک اسراف و تکبر کی آمیزش نہ ہو۔"

اسلام سے قبل عربوں میں دستور تھا کہ امرا اپنی شان دکھانے کے لیے تہمد کو اتنا لمبا رکھتے تھے کہ زمین پر گھسٹتا چلا جاتا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کی ممانعت کی اور فرمایا کہ "جو شخص تکبر کے طور پر تہمد گھسیٹے گا اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔" ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص اترانے کے طور پر تہمد گھسیٹ رہا تھا وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی چلا جائے گا۔

لباس اپنی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے جو نہ نہایت اعلیٰ ہو اور نہ ہی بہت ادنی کیونکہ اعلیٰ کپڑوں سے بھی نمود ہوتی ہے اور گھٹیا لباس بھی نمائش کا موجب بنتا ہے۔ لوگوں کی نظریں اٹھتی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید یہ کوئی صاحب کمال اور تارک الدنیا ہے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لباسِ شہرت کی ممانعت فرمائی ہے۔ مثال کے طور پر جو شخص عالم تو نہ ہو مگر علما کے سے کپڑے پہن کر لوگوں کو اپنا عالم ہونا جتائے یا جو درویش تو نہ ہو مگر ایسے کپڑے پہنے جس سے لوگ اسے درویش سمجھیں درست نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ "جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔"

لباس اس قدر جس سے ستر ہو جائے اور حفاظتِ جسم کا موجب ہو، فرض ہے اور اس سے زائد جس سے زینت مقصود ہو اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہوتا ہے مستحب ہے لیکن اس قسم کا لباس پہننا جس سے انسان میں غرور و تکبر پیدا ہو ممنوع ہے اور ایسا لباس جس کے پہننے سے اپنی اصلی حالت میں تغیر پیدا ہو اور انسان دوسروں کو جن کے پاس ویسا لباس نہ ہو بنظرِ حقارت دیکھنے لگے تکبر کی علامت ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "لباس فاخرہ ترک ایمان کا حصہ ہے۔"

۳۔ تشبہ: اسلام نے اگرچہ کسی خاص وضع کے لباس کا حکم نہیں دیا لیکن یہ ضرور ہے کہ لباس میں عادات و اطوار کی طرح کسی غیر قوم کا تشبہ جائز نہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (جو شخص جس قوم سے تشبہ کرے وہ انہی میں سے ہے)

لباس میں کفار اور فساق و فجار سے مشابہت بری ہے اور اہل اصلاح و تقویٰ سے مشابہت اچھی ہے کیونکہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو کفار، فساق اور فجار سے اس طرح ممتاز رکھے کہ پہچانا جا سکے اور بحیثیت مجموعی اس کے لباس سے غیر مسلم ہونے کا اس پر شبہ نہ ہو، اسی کے پیش نظر حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکریوں کو یہ فرمان بھیجا تھا کہ "عجمیوں کے بھیس سے بچو، ان جیسی وضع قطع نہ بنا لینا۔" حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ "آنحضورؐ نے مجھے کسم کے رنگے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا یہ کافروں کے کپڑے ہیں، انھیں مت پہنو۔ میں نے کہا انھیں دھو ڈالوں۔ فرمایا، جلا دو۔"

اسلام میں مردوں اور عورتوں کا باہم ایک دوسرے سے تشبہ کرنا بھی جائز نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جو مرد عورتوں کا اور جو عورتیں مردوں کا تشبہ کریں ان پہ لعنت ہے۔" اسی بنا پر سونا اور ریشم جو ذریعہ آرائش ہیں مردوں کے لیے ممنوع ہیں اور عورتوں کے لیے جائز ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام ہے۔"

ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی آپؐ نے اتار کر پھینک دی اور اسے انگارہ سے تشبیہ دی۔ اسی طرح آپؐ نے ریشمی لباس کے بارے میں فرمایا کہ "جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔" البتہ ایک حدیث میں حضورؐ نے مرد کو چار انگل ریشم پہننے کی اجازت دی ہے۔

ان تمام دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے جو لباس مقرر کیا ہے وہ در اصل تقویٰ کا لباس ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کا ارشاد ہے: وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ

اور تقویٰ کا لباس بہتر ہے۔

اسی لیے اسلام نے یہ تقاضا کیا ہے کہ ظاہری اصلاح باطنی اصلاح پر مقدم نہ ہونی چاہیے سب سے پہلے اپنے آپ کو قرآن و سنت کے معیار کے مطابق حقیقی مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور پھر باطن کی تبدیلی کے مطابق ظاہر کی تبدیلی بھی کرتے چلے جانا چاہیے ورنہ محض خود کو ایک متقی انسان کے نقشے پر ڈھال لینا اور دل میں تقویٰ پیدا نہ ہو، اسی طرح ہوگا جیسے تانبے کے سکے پر سونے کا ملمع کر دیا جائے۔ آنحضرتؐ کے طریق تبلیغ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ آپؐ پہلے اپنی توجہ تزکیۂ نفس، مسلمانوں کی باطنی اصلاح اور ان میں تقویٰ کی صفات پیدا کرنے میں صرف کی اور پندرہ سولہ برس کے بعد جبکہ ان کا باطن درست ہوگیا، آپؐ نے ظاہر سے متعلق ہدایات جاری کیں۔ چنانچہ لباس کے بارے میں آپؐ کے سارے احکام مدنی دور کے آخری پانچ چھ برسوں کے ہیں۔

مختصر یہ کہ لباس کے بارے میں اسلام کی تعلیمات کا مقصود یہ ہے کہ مسلمان ایسی وضع قطع اختیار کریں جس سے تقویٰ کا اظہار ہوتا ہو اور جسے دیکھ کر ہر شخص یہ اندازہ کر سکے کہ اس وضع کا حامل حقیقی مسلمان ہے۔ اس سے مسلمان نہ صرف اسلام کی صحیح نمائندگی کرتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی بھی حاصل کر لیتا ہے۔

---


# مسلمانوں کے سیاسی افکار

از پروفیسر رشید احمد

مسلمان مفکروں نے سیاسی نظریہ سازی کی تاریخ میں بہت اہم ابواب کا اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مختلف زمانوں اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان مفکروں اور مدبروں کے سیاسی نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بی۔ اے کے نصاب میں داخل ہے۔ قیمت: ۱۵ روپے۔

ملنے کا پتہ: ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور